

پروفیسر محمد طیب *

روایت و درایت کا آغاز و ارتقاء

اسلام آخری الہامی دین ہے جو ہر اعتبار سے مکمل ہے اس دین کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے جن و انس پر لازم قرار دیا ہے اس لئے ضروری تھا کہ یہ دین عین محفوظ حالت میں ہر دور کے لوگوں کے لئے محفوظ رہے۔

اسلام بنیادی طور پر قرآن و سنت کی شکل میں اہل کائنات کے سامنے پیش کیا گیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آخری دین کی حفاظت و ابلاغ کے ایسے اسباب و وسائل امت محمدیہ کے لئے پیدا فرمادئے کہ اہم سابقہ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ اس ضمن میں فن روایت و درایت بالخصوص علوم و فنون کی دنیا میں مسلمانوں کے لئے سرمایہ افتخار ہے یہاں تک کہ ڈاکٹر سپرنکر کو بھی کہنا پڑا کہ ”نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے“ (۱)

روایت کا لغوی معنی:

روی (رض) رواية - الحديث - نقل کرنا بیان کرنا (۲) القاموس المفرد میں ہے -

روی - رواية: روایت کرنا، کہانی لکھنا، بات نقل کرنا، قصہ بیان کرنا (۳) - قاضی محمد علی التھانوی لکھتے ہیں:

الرواية: لغته: النقل وفي عرف الفقهاء ما ينقل من المسئلة الفرعية سواء كان من السلف او الخلف. علم يطلق على فعل النبي ﷺ وقوله رواية كالغوى معني نقل کرنا ہے (یعنی کسی کی بات آگے بیان کرنا)

اصطلاحی مفہوم: اور فقہاء کی اصطلاح میں فروغی مسائل کا سلف و خلف سے نقل کرنا۔ یہ حضور کے فعل

اور قول معلوم کرنے کا نام ہے، (۴)

روایت حدیث: فعلم الحديث رواية يقوم على النقل المحرر الدقيق لكل

ما ضيف الى النبي ﷺ من قول او فعل او تقرير او وصفه، وكل ما اضيف من

ذلك الى الصحابة والتابعين، على الراي المختار (۵)

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

یہ علم ان احادیث کی نقل و روایت پر مبنی ہے جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوں کہ خواہ قولی ہوں یا فعلی یا تقریری یا آپ کی صفت پر مبنی ہوں، قول مختار کی بناء پر اس میں اقوام صحابہ و تابعین بھی شامل ہیں۔

الراوی: هو الذی ینقل الحدیث باسنادہ سواء کان رجلاً ام امرأة وہ شخص جو اپنی سند سے حدیث روایت کرتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت (۶)

المروی: اعلم ان یکون مضافاً الی النبی ﷺ والی غیرہ من الصحابة و التابعین (۷) ”روایت کردہ حدیث یا قول کو کہتے ہیں خواہ اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو یا آپ کے علاوہ صحابہ و تابعین کی طرف منسوب ہو“

گویا روایت حدیث دو چیزوں کا مجموعہ ہے (۱) سند (۲) متن۔ علم حدیث کے حصول کے لئے راویان حدیث کی اصطلاح چل نکلی نیز علوم الحدیث کے حوالے سے حفاظت حدیث کے لئے فن روایت و روایت اپنی امتیازی شان و شوکت سے فروغ پذیر ہوا۔ اس منفرد و ممتاز علمی و تحقیقی کارنامے کا پہلا اور آخری محرک اشاعت حدیث کا ایمان افروز جذبہ ثابت ہوا۔

قرآن کے دلائل: قرآن حکیم نے ایسے احکام عطا کئے جو کہ جرح و تعدیل کی بنیاد ٹھہرے۔ قرآن خود بسا اوقات لوگوں سے اپنے موقف پر روایت کا مطالبہ کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) ایتونی بکتب من قبل هذا اوثرة من علمه ان کنتم صدقین (۸)

..... اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا علم (انبیاء میں) سے کچھ منقول چلا آتا ہو تو پیش کرو“

اس آیت میں لفظ ”اثارة“ محل استدلال ہے، لفظ اثارة کی اصل ”اثر“ ہے جس کے معنی روایت، امام مقاتل فرماتے ہیں کہ ”علم انبیاء میں سے کوئی روایت پیش کرو“ (۹)

قرآن کا غیر مسلموں سے روایت لانے کا مطالبہ اور کفار کا روایت نہ پیش کر سنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ ابلاغ علم کا یہ سنہری سلسلہ قرآن و سنت کی اشاعت سے ہی شروع ہوا۔

(۲) اشاعت دین میں تحقیقی اسلوب اختیار کرنے کا بھی حکم قرآن میں موجود ہے۔

”یا ایہا الذین امنوا ان جاء کر فاسق بنبا فتبینوا“ (۱۰) ”اے ایمان والو! اگر

تمہارا پاس کوئی فاسق (غیر مذہدار شخص) خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو“

اس آیت اور اس کی ہم معنی دوسری آیات و روایات کی بنیاد پر معلوم ہوا کہ فن روایت کا آغاز و ارتقاء

اشاعت اسلام سے ہوا۔

فلسفہ آغاز روایت: @rasailorajaraid.com امت مسلمہ کے خصائص میں

سے شمار فرمایا ہے حضور ﷺ کی سیرت کو تمام لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اتباع رسول ہر ابن آدم پر فرض کر دی گئی۔ ابلاغ دین کے لئے ایسے احکام دیئے کہ جن کی تعمیل میں سلسلہ روایت کا آغاز ہوا آغاز روایت کا محرک بننے والے دلائل و واقعات مختصر ایمان کئے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید کرتا ہے۔

وما اتاكم الرسول فخذوه (الایۃ) (۱۱)

(۲) امت محمدیہ کو قرآن و سنت کی تبلیغ کا حکم دیا۔

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف (الایۃ) (۱۲)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی (دین) کی طرف بلائے اور امر بالمعروف (قرآن و سنت کی روشنی میں) کا کام کرے۔

قرآن مجید میں اس مفہوم کی آیات بہت سی ہیں ان پر عمل کرنے کی شکل قرآن و حدیث کی روایت کی متقاضی ہے۔

حفظ و ضبط حدیث کے بارے میں حضور کے ارشادات

کتب احادیث میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت (حدیث) کا حکم آپؐ نے خود دیا تھا۔ مثال کے طور پر چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ وفد عبد القیس آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے خدمت اقدس میں حاضری کے لئے مشکلات کا اظہار کیا اور عرض کی فمر نباہم تجزیہ من ولانا نوفل به الجنة..... الخ

ہمیں احکام دین بتلائیے کہ ہم ان کی اپنے پیچھے والوں کو اطلاع کریں اس بنا پر ہم جنت میں داخل ہو سکیں۔..... حدیث کے آخر میں حضورؐ نے حکم فرمایا:

احفظوه واخبروه من وراءکم ان کو یاد کرو اور اپنے پیچھے والوں کو ان کی خبر (روایت) کرو۔ (۱۳)

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ نے روایت حدیث کی خواہش کا اظہار کیا، حضور ﷺ نے نہ صرف اپنی باتوں کو آگے بیان کرنے کی اجازت فرمائی بلکہ احادیث یاد کرنے اور بعد میں آنے والوں کو خبر دینے کا حکم بھی فرمادیا۔

(۲) حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا..... الا لیبلغ الشاهد منک الغائب یعنی میرے احکام کو تم میں جو حاضر ہے وہ جو حاضر نہیں ہیں ان سے بیان کرے (۱۴)

یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ صحابہؓ کو روایت حدیث کی تاکید تھی۔ روایت حدیث میں احتیاط کا حکم بھی

آپؐ نے دیا تھا جیسا کہ بخاری

(۳) حضور کا فرمان ہے: من کذب علی فلیتبعوا مقعده من النار“ (۱۵)

”جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے“ ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں کہ

”کتابت حدیث کا اتنا اہتمام روایت حدیث کے لئے اتنی حوصلہ افزائی اور جھوٹ کی آمیزش سے حفاظت

کی ایسی تدابیر کیا یہ سب کچھ اس امر کا مین ثبوت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سنت کو اس طرح محفوظ کرنا چاہتے تھے کہ آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں“ (۱۶)

خود حضورؐ نے اپنے اصحاب کو ایسے اصول و ضوابط کی طرف راغب فرمایا کہ جن کی وجہ سے روایت اپنے اصطلاحی مفہوم میں جانی پہچانی گئی۔

ائمہ و محدثین نے اصولی روایت وضع کئے۔ احادیث کی روایت میں انتہائی تحقیق و تدقیق سے کام لیا گیا کیونکہ بغیر تحقیق کے بات قرآن و سنت کی روح کے منافی ہے، حضور کا بھی ارشاد ہے۔

کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع (۱۷)

”انسان کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ بس جو کچھ وہ سنے دوسروں کے سامنے اگل دے“

معلوم ہوا کہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو آگے منتقل کرنا بھی جھوٹ میں شامل ہے، حدیث

کا معنی یہ ہے کہ خوب غور و خوض اور تحقیق کے بعد روایت کرنی چاہیے تاکہ دین حق ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رہے۔

صحاح اور روایت حدیث: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں سنتے اور جب

آپ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ یکے بعد دیگرے ہم میں سے ہر شخص ساری

حدیثیں بیان کرتا۔ اکثر مجلس میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہوتی، اور وہ سب باری باری بیان کرتے پھر جب ہم

اٹھتے تو احادیث یوں یاد ہوتیں گویا وہ ہمارے دلوں پر نقش ہیں (۱۸)

روایت کا مفہوم: لغت میں درایت کے معنی ”دری الامر و بہ درایتہ جاننا و اقیفیت حاصل کرنا“ علم حاصل کرنا (۱۹)

اصطلاح میں درایت حدیث وہ علم ہے جس میں الفاظ حدیث سے سمجھ گئے مفہوم و مراد سے بحث ہوتی ہے جبکہ وہ عربی

قواعد و شرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہ ﷺ کے احوال کے مطابق ہوں (۲۰)

ڈاکٹر مکی صالح لکھتے ہیں:

هو الدر استه التاریخية التحلیلة لاقوال الرسول العظیم و افعاله (۲۱)

روایت حدیث ایسا فن ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کا تاریخی و تحلیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

امام جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں، علم الحدیث الخاص بالدرایہ کی تعریف میں: ”علم یعرف منه

”وہ علم جس سے حقیقت روایت اس کی شرائط اور انواع و احکام معلوم ہوتے“

درایت کی ابتداء

مولانا شبلی فرماتے ہیں: ”یہ علمی اصول بھی درحقیقت قرآن مجید نے ہی قائم کر دیا تھا۔“
حضرت عائشہؓ پر جب منافقین نے تہمت لگائی..... قرآن مجید کی آیتیں حضرت عائشہؓ کی برأت اور طہارت کے متعلق جو نازل ہوئیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

وَنُؤَلِّا اَنْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بَهْتٰنٌ عَظِيْمٌ (۲۳) ”اور جب تم نے سنا تو یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات بولنا مناسب نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے“
اس طرز تحقیق یعنی درایت کی ابتداء خود صحابہ کے عہد میں ہو چکی تھی۔ (۲۳)
نقل و روایت حدیث کے ساتھ درایت کا آغاز:

قرآن مجید سے حاصل کردہ اصول درایت کو محدثین نے نقل و روایات میں عین دیانت داری سے استعمال کیا بلکہ درایت کا بطور تحقیقی و تکنیکی فن کے آغاز و ارتقاء نقل حدیث کی ضرورت و اہمیت کے تحت ہوا۔ درایت کے اصول و ضوابط منضبط کئے گئے۔ گویا درایت اپنے اصطلاحی مفہوم کے اعتبار حدیث رسول کو سمجھنے کا ملکہ ہے اس سے فقط عقل کا مفہوم تسلیم کرنا مناسب نہیں مولانا ابوبکر کات عبدالرؤفؒ لکھتے ہیں:

”درایت کے معنی عقل نہیں علم اور تجربہ کے بعد جو ملکہ حاصل ہوتا ہے اس کو درایت کہتے ہیں۔ محدثین کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی سیرۃ پوری واقفیت ہو اس بارے میں حتمی روایات صحیحہ ہیں وہ اس کے پیش نظر ہوں..... ایسے شخص کو ایک طرح کی معرفت اور بصیرت حاصل ہو جائے گی۔ اسی کو درایت کہتے ہیں۔ ایسے شخص کے سامنے جب کوئی روایت آئے گی اور اس کی سند نہ معلوم ہو تو وہ اپنی اسی بصیرت کی بنا پر کہہ سکے گا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہو سکتی ہے یا نہیں“ (۲۵)

مولانا عبدالرؤفؒ کے مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ علم درایت ماہرین حیث کی بصیرت ”فی فہم الحدیث“ کا نام ہے یہ بات خود آغاز درایت کا تعلق آغاز روایت حدیث سے قائم کر رہی ہے۔
سنت نبوی میں درایت کی بنیاد: حضور کا فرمان ہے:

”..... اِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنِيْ تَنَكَّرْهُ قُلُوْبِكُمْ وَتَنَفَّرْ مِنْهُ اَسْتَهَارَكُمْ وَاِبْشَارُكُمْ وَتَرَوْنَ اَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيْدٌ فَاِنَّا اَبْعَدُكُمْ مِنْهُ“ (۲۶) ”جب تم کوئی ایسی حدیث سنا جس کو تمہارے دل قبول نہ کریں اور بال و کھال اس سے متوحش ہو اور اپنے سے اس کو دور سمجھو تو میں تمہاری نسبت اس سے دور ہوں“

حدیث کا مفہوم متن حدیث اور نقد حدیث کی نسبت جان کر رہا ہے نقد حدیث اصل درایت حدیث کا ہی

دوسرا نام ہے۔

صحابہؓ اور درایت:

صحابہ احادیث کے قبول کرنے میں درایتی معیار کا بالخصوص خیال رکھتے تھے کئی ایک احادیث اسکی شاہد ہیں۔
(۱) بعض فقہاء آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کے قائل ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ نے عبد اللہ عباسؓ کے سامنے اس مفہوم کی حدیث بیان کی کہ ”الوضوء مما مست النار“ (۲۷) کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس پر عبد اللہ بن عباسؓ نے فوراً کہا اگر یہ صحیح ہے تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ کو ضعیف الروایہ نہیں سمجھتے تھے لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت درایت کے خلاف تھی اس لئے انہوں نے تسلیم نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہو گئی ہوگی۔ (۲۸)

معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ احادیث کے قبول کرنے میں اصول درایت کا لحاظ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ نوحہ کرنے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھ کر سنائی: حکیم القرآن ولا تذروا ذرۃ و ذرۃ اخری (۲۹) ”تمہارے لئے قرآن کافی ہے جس میں سے کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا“

اس حدیث میں عذاب کو اس صورت پر محمول کیا گیا ہے جس میں مردہ نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو بصورت دیگر حدیث کا قرآن سے رابطہ نہیں قائم ہو سکتا۔ (۳۰)

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے جب ابن عباس کے سامنے حضرت علیؓ کے قضایا لائے گئے تو عبد اللہ بن عباسؓ بعض فیصلوں کو لیتے رہے اور بعض کو ترک کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ واللہ ما قضیٰ بهذا علی الا ان یکون ضلی (۳۱) ”اللہ کی قسم اگر حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ کیا ہے تو گمراہ ہو کر کیا ہے“

ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ کا فرمان درایت کے حوالے سے ہی ہوگا۔

حضرت محمود بن ربیع نے ایک مرتبہ حدیث پیش کی کہ ”جو شخص خالعتا اللہ کے لئے لا الہ الا اللہ پڑھے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے آگ حرام کر دی ہے“ موقع پر جناب ابویوب انصاریؓ بھی تھے انہوں نے حدیث سن کر فرمایا واللہ ما ظن رسول اللہ ﷺ قال ما قلت قط (۳۲) اللہ کی قسم میں کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ تم جو کہتے ہو حضورؐ نے فرمایا ہوگا“

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے چونکہ عمل کی اہمیت نکلتی ہے جو درایت کے خلاف ہے اس بنا پر ابویوب انصاریؓ کو تامل ہوا لیکن حدیث کا محل متعین ہونے کے بعد تامل کی گنجائش نہیں رہتی وہ یہ کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے تقاضے پر عمل بھی کیا ہو جو خالص و مخلصانہ ہے۔ (۳۳)

قاضی محمد علی التھانوی نے درایت کو اصول الفقہ اور علم الفقہ قرار دیا ہے ”ہو علم الفقہ و اصول

الفقہ“ (۳۴)

مختصر یہ کہ روایت و درایت کا آغاز و ارتقاء علوم الحدیث سے ہی وابستہ ہے صحابہؓ تابعینؓ نیز ائمہ مجتہدینؒ کے افکار و آراء اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اصول روایت و درایت کی ابتداء نقل و روایت سے ہوئی۔ تاریخ اقوام عالم میں ایسے سنہری و بے مثال تحقیقی و تنقیدی کام کی نظیر نہیں ملتی اس کا اعتراف خود مستشرقین نے بھی کیا ہے کہ محدثین نے اسماء الرجال ایسا شاندار کام کیا ہے یہ کام مسلمانوں سے پہلے کہیں نہیں ملتا اور نہ ہی مسلمانوں کی نقل میں کوئی قوم فن روایت و درایت اختیار کر سکی۔ (۳۵)

حوالہ جات

- ۱۔ مقدمہ سیرۃ النبی ج ۱ ص ۴۰
- ۲۔ مصباح اللغات ص ۳۲۶
- ۳۔ القاموس المفید ص ۲۶۳
- ۴۔ کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱ ص ۶۰۷
- ۵۔ علوم الحدیث و مصطلحہ ص ۱۰۷
- ۶۔ علوم الحدیث و مصطلحہ
- ۷۔ علوم الحدیث و مصطلحہ
- ۸۔ قرآن ۲: ۳۲
- ۹۔ عظمت حدیث عبدالغفار حسن ص ۳۱۸
- ۱۰۔ قرآن ۶: ۴۹
- ۱۱۔ قرآن مجید: ۷: ۵۹
- ۱۲۔ قرآن مجید: ۷: ۵۹
- ۱۳۔ صحیح بخاری مع شرح فتح الباری: باب تخریض النبی و فد عبد القیس..... من درہم ج ۲۴۲
- ۱۴۔ صحیح بخاری مع الفتح الباری باب لیبلغ العلم الشاہد الغائب
- ۱۵۔ ایضاً باب اثم من کذب علی النبی ﷺ
- ۱۶۔ حفاظت حدیث ڈاکٹر خالد علوی ص ۱۲۳
- ۱۷۔ مقدمہ صحیح مسلم
- ۱۸۔ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۶۱
- ۱۹۔ القاموس المفید ص ۱۹۹
- ۲۰۔ حدیث کا درجہ معیار محمد تقی امینی ص ۱۷
- ۲۱۔ علوم الحدیث ڈاکٹر صفی صالح ص ۱۰۸
- ۲۲۔ تدریب الراوی للسیوطی ص ۵
- ۲۳۔ قرآن پاک ۱۲: ۲۳
- ۲۴۔ سیرۃ النبی ﷺ ص ۴۱-۴۲
- ۲۵۔ اصح السیر عبدالرؤف ص ۲۰

۲۸۔	سیرۃ النبی ص ۳۲-۳۳	۲۹۔	مکتوۃ باب البرکاء
۳۰۔	حدیث کا درجہ معیار ص ۱۸۳	۳۱۔	مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰
۳۲۔	صحیح بخاری صلوۃ النوافل جلد ۱	۳۳۔	حدیث کا درجہ معیار ص ۱۸۳
۳۴۔	کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱ ص ۵۰۷	۳۵۔	مقدمہ سیرۃ النبی ﷺ ص ۴۰

المصادر والمراجع

- ۱۔ القرآن
- ۲۔ اصح السیر۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری، مجلس نشریات اسلام کراچی
- ۳۔ القاموس الفریڈ وحید الزمان کیرانوی، صابری دارالکتب لاہور
- ۴۔ تدریب الراوی، حافظ جلال الدین السیوطی، المکتبہ العلمیہ مدینہ منورہ
- ۵۔ جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سعید ایچ ایم کہنی، کراچی
- ۶۔ حدیث کا درجہ معیار، محمد تقی امینی قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۷۔ حفاظت حدیث، ڈاکٹر خالد علوی، المکتبہ العلمیہ لاہور
- ۸۔ سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی، قرآن محل لاہور
- ۹۔ صحیح البخاری (مع الفتح الباری)، محمد بن اسماعیل۔ دارالسلام لاہور
- ۱۰۔ صحیح مسلم۔ مسلم بن حجاج قشیری، قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۱۱۔ علوم الحدیث و معطلی، الدكتور صبحی صابر، دارالعلم للملایین، بیروت
- ۱۲۔ عظمت حدیث، عبدالغفار حسن، دارالعلم اسلام آباد
- ۱۳۔ کشاف اصطلاحات الفنون، قاضی محمد علی، سمیل اکیڈمی لاہور
- ۱۴۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، نور الدین، البیہقی، طبع القدوسی القاہرہ۔
- ۱۵۔ مکتوۃ المصابیح، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، دارالدعوة السفیہ لاہور
- ۱۶۔ مسند احمد، احمد بن محمد بن حنبل، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- ۱۷۔ مصباح اللغات، ابو الفضل عبدالحفیظ، سعید ایچ ایم کہنی، کراچی